رسالۂ اشغال

سلاسلِ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے اذکار و مراقبات و شجرات کا گلدستہ

تالیفِ فارسی

امیر المؤمنین امام المجاہدین مجدّدِ مأتہ سیزدہم حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ

۱۲۰۱ھ ــــــ ۱۲۴۶ھ

ترجمہ
سیّد نفیس الحسینی

مکتبۂ محمودیّہ
کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

بسلسلۂ تقریبات صد سالہ دار العلوم دیوبند
۱۳۹۹ھ

کتاب : رسالۂ اشغال
تالیف : حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ
ترجمہ : سید نفیس الحسینی
خطاطی : محمد جمیل حسن
مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس۔ لاہور
صفحات : ۴۸
تعداد : ۱۰۰۰
قیمت : ۵ روپے

اشاعتِ اول : ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء
پیشکش : سید احمد شہید اکیڈمی لاہور
ناشر : مکتبہ محمودیہ۔ کریم پارک راوی روڈ لاہور

ملنے کے پتے :

مکتبہ حفیظیہ : حمید مارکیٹ، مینا بازار، گوجرانوالہ
نور سنز : قصہ خوانی بازار، پشاور
مکتبہ رشیدیہ : مسجد سٹی سٹیشن، کراچی

اِنتساب

قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ کی رُوحِ پُرفتوح کے نام
جو حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے سلسلۂ عالیہ میں بچند واسطہ اس طرح منسلک ہیں :

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۸۲ھ)

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری قدس سرّہٗ (م ۱۳۳۷ھ)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد مُحدّث گنگوہی قدس سرّہٗ (م ۱۳۲۳ھ)

قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مُہاجر مکّی قدس سرّہٗ (م ۱۳۱۷ھ)

قطب دوراں نُور الاسلام حضرت میانجیو نُور مُحمّد جھنجھانوی قدس سرّہٗ (م ۱۲۵۹ھ)

مُجدّد الاسلام امام المجُاہدین امیر المومنین حضرت سیّد احمد شہید قدس سرّہٗ (م ۱۲۴۶ھ)

تعارُف

پیشِ نظر "رسالۂ اشغال" امیر المومنین امام المجاہدین مُجدد مأتہ سیزدہم حضرت سیداحمد شہید قدس سرہ کی تالیف ہے۔ شہادت سے چار سال پیشتر ہفتم ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ کو بمقام تختہ بند (علاقۂ سرحد) آپ نے طالبینِ سلوک کے لیے اذکار و مراقبات اور شجراتِ سلاسل کا یہ مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ اس سے پہلے آپ کے ملفوظات اور اذکار و مراقبات پر مشتمل ایک بلند پایہ کتاب "صراطِ مستقیم" (سن تالیف ۱۲۳۳ھ) مشہورِ عالم ہے جسکی جمع و ترتیب کا کام حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحی صاحب بڈھانویؒ نے انجام دیا تھا۔ "رسالۂ اشغال" میں بھی وہی اذکار و مراقبات مختصر مگر جامع انداز میں دیئے گئے ہیں، البتہ اس رسالہ کی ایک جزوی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت سید صاحبؒ نے سلاسلِ طریقت کے شجرات بھی شامل فرما دیئے ہیں۔ آخر میں مزید ایک اجازت نامہ بھی مرقوم ہے۔

"رسالۂ اشغال" "مکاتیب سید احمد شہیدؒ" کے اس خطی نسخے میں شامل ہے، جسے راقم سطور نے مرتب کر کے ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں سید احمد شہید اکیڈمی کی طرف سے شائع کرا دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء کی مبارک ساعتوں میں ناچیز نے اسے اُردو میں منتقل کر دیا ہے۔ یہ تحفۂ درویش اہلِ قلب و نظر کی خدمت میں حاضر ہے۔ ع

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

نفیس الحسینی

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ

ہادیٔ زمانہ مُرشدِ یگانہ

ذیل میں تصوف و سلوک کی مشہور کتاب "صراطِ مستقیم" کے "خاتمہ" کا اُردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"صراطِ مستقیم" کے مُرتب زبدۃ الاولیار الکاملین، عُمدۃ العلمار المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید قدس سرّہٗ نے اپنے پیر و مُرشد امیر المومنین، امام المجاہدین، قطب الاقطاب مجدد مائۃ سیزدہم حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ کے حصولِ نسبت نبوّت اور تحصیلِ سلوکِ ولایت پر عارفانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

جی چاہتا ہے کہ "خاتمہ" سے پہلے ابتدائیہ کی وہ سطور بھی نقل کر دی جائیں جن میں مرید باخلاص کیش و جاں نثار نے اپنے مُرشدِ یگانہ و ہادیٔ زمانہ کو عقیدت و محبّت کی زبانِ شیریں سے ان الفاظ میں یاد کیا ہے:

"عاجز ذلیل الراجی لرحمۃ اللہ الجلیل بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل کہ نعم الٰہی دربارۂ ایں ضعیف نامتناہی است و از اعاظم آں حضورِ محفلِ ہدایت بمنزلِ ملازمانِ فخرِ خاندانِ سیادت، مرجعِ اربابِ ہدایت، مرکزِ دائرۂ ولایت، دلیلِ سبیلِ فلاح و رشاد، رہنمائے طریقِ استقامت و سداد، مظہرِ انوارِ نبویؐ، منبعِ آثارِ مصطفویؐ، سلالۂ خاندانِ صلبِ طاہرِ سید الاولیار اعنی علی مُرتضیٰؓ، نقاوۂ دُودمانِ سبطِ اکبر سند الاصفیار اعنی حسن مُجتبیٰؓ، مقتدائے اصحابِ شریعت، پیشوائے اربابِ طریقت، ہادیٔ زمانہ، مُرشدِ یگانہ، سراج المحبّین تاج المحبوبین الامام الاوحد السید احمد۔ مَتَّعَ اللّٰہُ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ بَقَآئِہٖ وَ نَفَعَنَا وَسَآئِرِ الطَّالِبِیْنَ بِاَقْوَالِہٖ وَ اَفْعَالِہٖ وَ اَحْوَالِہٖ است۔"

پس جاننا چاہیے کہ حضرتِ ایشان (سیّد احمد شہیدؒ) کی جبلّت ابتدائے فطرت ہی سے کمالاتِ طریقِ نبوّت پر اجمالاً مائل تھی۔ اِس طریق کے آثار یعنی وجدانی طور پر مناجات کی لذّت پانا، بالخصوص نماز میں، اور شرع شریف کی تعظیم، اتباعِ سُنّت کی نہایت درجہ رغبت، آلودگیٔ بدعت سے کمال نفرت، طاعات کی طرف طبعی میلان اور معاصی و سیّئات سے جبلّی کراہت بچپن سے آپ پر ظاہر و باہر تھی۔ القصّہ طہارتِ جبلّیہ کے آثار آپ کی طبیعت کی تہ میں ظاہر اور سعادتِ ازلیہ کے انوار آپ کی جبینِ مُبارک پر ہویدا تھے۔ حتیٰ کہ سعادتوں کے خزائن کی کلید کہ جس کی مدد سے ہر دو طریق یعنی طریقِ نبوّت اور طریقِ ولایت کے بند دروازے کھُل جائیں، آپ کے ہاتھ آ گئی۔ یعنی آپ جناب ہدایت مآب، قدوۂ اربابِ صدق و صفا، زبدۂ اصحاب فنا و بقا، سیّد العُلماء وسند الاولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجعِ ہر ذلیل و عزیز، مولانا و مُرشدنا الشیخ عبد العزیز متع اللہ المسلمین لطول بقائہ واعزنا وسائر المسلین بمجدہٖ وعلائہٖ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو اُن کے حضور طریقۂ نقشبندیہ میں بعیت کا شرف حاصل ہُوا۔ حصولِ بعیت کے یُمن اور آنجناب کی توجّہات کی برکت سے آپ پر نہایت عجیب و نادر معاملات ظاہر ہُوئے۔ اُنھیں وقائع عجیبہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوّت جو ابتدائے فطرت ہی سے اجمالی طور پر مندرج تھے، تفصیل و شرح کے ساتھ انجام پائے اور مقاماتِ طریقِ ولایت نہایت اچھی صورت میں جلوہ گر ہُوئے۔

ان معاملات میں سب سے اوّل اور افضل یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالتمآب صلوات اللہ و سلامہٗ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین کھجوریں اپنے دستِ مبارک سے آپ کو کھلائیں، اِس انداز سے کہ ایک ایک کھجور اپنے دستِ مبارک میں لے کر آپ کے دہن میں رکھتے تھے۔ اسکے بعد جب آپ بیدار ہُوئے تو اپنے اندر اس رؤیائے حقّہ کا اثر ظاہر و باہر محسوس کیا

اس واقعہ سے آپ کو سلوکِ طریقِ نبوّت کی ابتدا حاصل ہوگئی۔

بعد ازاں ایک دن جنابِ ولایت مآب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور جنابِ سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح سے مل مل کر دھویا جس طرح والدین اپنے بچوں کو نہلاتے دھلاتے ہیں پھر جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک نہایت نفیس لباس اپنے دستِ مبارک سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالاتِ طریقِ نبوّت نہایت جلوہ گر ہوئے اور مقبولیتِ ازلی جو کہ ازل الآزال میں مخفی تھی منصّۂ ظہور پر آگئی عنایتِ رحمانی اور تربیّتِ یزدانی بغیر کسی واسطے کے آپ کے حال کی متکفّل ہوئی۔ اور "معاملاتِ متواترہ اور "وقائعِ متکاثرہ" پے در پے وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت جلّ وعلا نے آپ کا داہنا ہاتھ اپنے "دستِ قدرتِ خاص" میں پکڑا اور "امورِ قدسیہ" میں سے ایک چیز جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی، آپ کے سامنے کر کے فرمایا، ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور دیگر چیزیں بھی دیں گے۔

حتیٰ کہ ایک شخص نے حضرت سیّد صاحبؒ کی خدمت میں بیعت کی استدعا کی۔ حضرت اُن دنوں عام طور پر بیعت نہیں لیا کرتے تھے، اِس بنا پر اُس شخص کی التماس قبول نہ فرمائی۔ اس نے نہایت درجہ الحاح کی۔ حضرت نے اُسے فرمایا: کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے بعد میں جو کچھ مناسبِ وقت ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ پھر آپ حضرتِ حق کی جناب میں استفسار و اجازت کے لیے متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کی استدعا کرتا ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے۔ آپ کے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ بھی نسبت نہیں، پس اس

معاملہ میں کیا منظور ہے؟ بارگاہِ حق سے حکم ہُوا کہ "جو لوگ تمھارے ہاتھ پر بیعت ہوں گے، اگرچہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں، ہم سب کو کفایت کریں گے۔"

القصّہ اس قسم کے واقعات اور ایسے ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے۔ یہاں تک کہ کمالاتِ طریقِ نبوّت اپنی انتہائی بلندی کو پہنچے اور الہام اور کشفِ علومِ حکمت کے ساتھ انجام پذیر ہُوئے۔ یہ ہے طریقِ استفادۂ کمالاتِ راہِ نبوّت۔

اور کمالاتِ راہِ ولایت کے استفادہ کا طریق، اوّل اس طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اولیاء اللہ کے طریقوں میں سے ہر طریق میں مجاہدات و ریاضات، اذکار و اشغال اور مراقبات معین کیے ہوئے ہیں۔ ان اُمور میں سے ہر ایک امر طالب کے نفس میں اثر پیدا کرتا ہے اور اشغال کے ثمرات وارد ہونے کے سبب سے ایک "امرِ مستقر" طالب کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس امر کے سبب سے طالب عالمِ قدس سے ارتباط رکھتا ہے۔ اور وہی امر حضرت حق جل وعلا کے ساتھ طالب کے علاقے کا مُوجب ہوتا ہے وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس میں موجود رہتا ہے، خواہ اس امر کی جانب طالب کی نظر ہو یا نہ ہو۔ ہاں اس امر کی طرف توجہ کے سبب اس کے آثار منصّۂ ظہور پر آجاتے ہیں ورنہ اس کے جوہرِ نفس میں مخفی رہتے ہیں۔ اس امر کو عرفِ قوم (صوفیہ) میں "نسبت" کہتے ہیں۔ مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص جو معقول کی کتابوں کی تکرار خواندگی کرتا ہے یا دُوسرے صنائع جیسے موسیقی یا آہنگری یا زرگری کی مشق کرتا ہے تو کچھ مدّت کے بعد اس کے اندر ایک "امرِ مستقر" پیدا ہو جائے گا، جسے ملکۂ صناعت کہتے ہیں۔ وہ ملکہ اُس شخص کے نفس میں دائماً مستقر رہتا ہے خواہ وہ شخص اس ملکہ کی جانب التفات کرے یا نہ کرے۔ ہاں البتہ جب یہ شخص اس ملکہ کی طرف التفات کرتا ہے اور اس کو بروئے کار لاتا ہے تو اس کے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں ورنہ پردۂ اخفا میں مخفی رہتے ہیں۔

جب اس مقدمہ کی تمہید ہو چکی تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ عادت اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ مجاہدات و ریاضات و اذکار و اشغال کے مبادی کی تحصیل کے بعد "نسبت" ہاتھ آتی ہے۔ لیکن خرقِ عادت کے طور پر بعض نفوسِ کاملہ کو اوّلاً نسبت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں مبادی۔ مثلاً عادۃ اللہ اس قانون پر جاری ہے کہ کتاب و سنّت کے مضامین کُتبِ عربیہ اور فنونِ ادبیہ کی تحصیل کے بعد ہاتھ آتے ہیں لیکن بعض نفوسِ کاملہ کو خرقِ عادت کے طور پر اوّلاً ان مضامینِ لطیفہ پر اطّلاع بخشی جاتی ہے، اسے اصطلاحِ قوم (صوفیہ) میں علمِ لدُنّی کہتے ہیں۔ فنونِ ادبیہ انھیں ثانیاً حاصل ہوتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحصیلِ مبادی میں وہ دُوسرے مبتدیوں کی مانند ان فنون کے اساتذہ کے محتاج ہوتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مبادی سے عاری ہی رہ جاتے ہیں۔

القصّہ حضرتِ ایشان (سیّد صاحب) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی۔ نسبتِ قادریہ و نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ آنجناب ہدایت مآب (حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ) کی بیعت کی برکت اور ان کی توجہات کے یُمن سے جناب حضرتِ غوث الثقلینؒ اور جناب حضرتِ خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی مقدس رُوحیں آپ کے متوجہ حال ہُوئیں اور قریباً ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روحین متقدسین کے مابین فی الجملہ ایک تنازع رہا۔ کیونکہ ان ہر دو اماموں میں سے ہر ایک آپ کو بتمامہ اپنی جانب جذب کرنے کا متقاضی تھا۔ یہاں تک کہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر مصالحت واقع ہونے کے بعد ایک روز دونوں مقدس رُوحیں حضرت پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر تک دونوں امام آپ کے نفسِ نفیس پر "توجہ قوی" اور "تاثیرِ زور آور" فرماتے رہے، حتیٰ کہ اسی ایک پہر میں حضرت کو ہر دو طریقہ کی نسبت نصیب ہو گئی۔

اور نسبتِ چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرتِ ایشان (سیّد احمد شہید

حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مرقدِ منور کی طرف تشریف لے گئے اور اُن کے مرقدِ مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں اُن کی رُوحِ پُرفتوح سے مُلاقات متحقق ہُوئی، آنجناب حضرتِ قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجّہ فرمائی۔ اس توجّہ کی وجہ سے نسبتِ چشتیہ کا ابتدائی حصول متحقق ہو گیا۔ اِس واقعہ سے ایک مدّت گزرنے کے بعد ایک روز مسجد اکبر آبادی واقع شہر دہلی (اللہ تعالیٰ اسے آفاتِ زمانہ سے محفوظ رکھے) میں آپ اپنے مستفیدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے، چنانچہ راقم الحروف بھی اس محفلِ ہدایت منزل کے آستان بوسوں کی سلک میں منسلک تھا، سب حاضرینِ محفل مراقبہ کے گریبان میں سر ڈالے ہُوئے تھے، اور حضرت سب مستفیدوں پر توجّہ فرما رہے تھے۔ اس مجلسِ ملائک مانس کے اختتام کے بعد کاتب الحروف کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا کہ آج حق جلّ وعلا نے محض اپنی عنایت سے بلا واسطہ کسی کے نسبتِ چشتیہ کا اختتام ہمیں ارزانی کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے طریقۂ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے ہمّت کھولا اور اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب (صراطِ مستقیم) مشتمل ہے۔ یہ ہے طریقہ تینوں نسبتوں کے استفادے کا۔

اور باقی تمام نسبتوں، نسبتِ مجدّدیہ و شاذلیہ وغیرہ کا استفادہ، تو جاننا چاہیے کہ کمالاتِ راہِ نبوّت، اربابِ کمال کی بصیرت کو کحلِ قُدسی سے سُرمہ ناک کر دیتے ہیں اور کحلِ قدسی کی وجہ سے اُن کا نُورِ بصیرت حدّت و تیزی اختیار کر لیتا ہے۔ اُن کی رُوحِ قدسی آنکھ کی مانند کھُل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جس چیز کی طرف التفات کرتے ہیں اُس چیز کے دقائق در دقائق کو اپنی استعداد کے مطابق کما حقہٗ پا لیتے ہیں۔ پس گویا ولایت کی تمام نسبتیں سالکِ راہِ نبوّت کے کمال میں مجملاً مندرج ہوتی ہیں۔ جُونہی کسی چیز کی طرف ایک ادنیٰ التفات متحقق ہُوا تو اس چیز کی حقیقت اپنی تمام شرح و بسط کے ساتھ اُن کی بصیرت کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے۔

مجدّدِ اسلام حضرت سیّد احمد شہیدؒ

انوارِ شریعت و فیوضِ طریقت کا مجمع البحرین

یہ مضمون حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کی گرانقدر تالیف "سیرت سیّد احمد شہید" سے ملخص ہے

نفیس الحسینی

قطب العالم مجدّدِ دین وملت حضرت سیّد احمد شہیدؒ کی ولادت باسعادت بمقام تکیہ رائے بریلی (ہند) صفر ۱۲۰۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا خاندان برّصغیر کے برگزیدہ خاندانوں میں شمار ہوتا ہے آپ حضرت سیّد شاہ عَلَم اللہ نقشبندیؒ کی اولاد میں سے تھے جنھیں امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفۂ اجل حضرت سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ سے نسبتِ بیعت و اجازت حاصل تھی۔

آپ کا نسب نامہ حسبِ ذیل ہے:

سیّد احمد شہید بن سیّد محمّد عرفان، بن سیّد محمّد نور بن سیّد محمّد ہدیٰ بن سیّد شاہ علم اللہ بن سیّد محمّد فضیل بن سیّد محمّد معظّم بن سیّد احمد بن قاضی سیّد محمود بن سیّد علاء الدین سیّد قطب الدین محمّد ثانی بن سیّد صدر الدین ثانی بن سیّد زین الدین بن سیّد احمد، بن

سیّد علی بن سیّد قیام الدین بن سیّد صدر الدین بن قاضی سیّد رکن الدین بن امیر سیّد نظام الدین بن امیر کبیر سیّد قطب الدین محمد حسنی الحسینی المدنی الکڑوی بن سیّد رشید الدین احمد مدنی بن سیّد یُوسف بن سیّد عیسٰی بن سیّد حسن بن سیّد ابی الحسن بن ابی جعفر بن قاسم بن ابی محمد عبداللہ بن سیّد حسن الاعور الجواد نقیب کوفہ بن سیّد محمّد ثانی بن ابی محمد عبداللہ الاشتر بن سیّد محمد صاحب النفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنٰیؒ بن امام حسنؓ بن امیر المومنین سیّدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ۔

حضرت حسن مثنٰیؒ کی شادی اپنے عمِ نامدار شہیدِ کربلا حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ صُغریٰؒ سے ہوئی تھی، اس لیے اس خاندان کو حسنی حسینی کہا جاتا ہے۔ ابتدا ہی سے آثارِ رُشد و ہدایت آپ کی جبینِ مبارک میں روشن تھے۔ ذوقِ عبادت، شوقِ جہاد اور جذبۂ خدمت خلق سن شعور ہی سے طبیعتِ مبارک میں راسخ تھا۔ شباب کا زمانہ قریب آیا تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ حالات کے تقاضے سے آپ نے پہلے لکھنؤ اور پھر دہلی کا سفر کیا۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے خاندان سے آپ کے خاندان کے گہرے روابط تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت میں

دہلی پہنچ کر آپ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے مصافحہ و معانقہ کے بعد دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے؟ آپ نے عرض کیا، رائے بریلی سے۔ فرمایا کس خاندان سے ہیں؟ عرض کیا وہاں کے سادات میں شمار ہے۔ فرمایا کہ سیّد ابُوسعید صاحب و سیّد نعمان صاحب سے واقف ہیں؟ سیّد صاحب نے عرض کیا کہ سیّد ابُوسعید صاحب میرے نانا اور سیّد نعمان صاحب میرے حقیقی چچا ہیں۔ شاہ صاحب نے اُٹھ کر دوبارہ مصافحہ و معانقہ کیا اور پُوچھا کہ کس غرض کے لیے اس طویل سفر کی تکلیف برداشت کی۔ سیّد صاحب

نے جواب دیا کہ آپ کی ذاتِ مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لیے یہاں پہنچا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ کا فضل اگر شاملِ حال ہے تو اپنے ددھیال اور ننھیال کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت شاہ صاحب نے ایک ملازم کی طرف اشارہ فرمایا کہ "سید صاحب کو بھائی مولوی عبدالقادر صاحب کے یہاں پہنچا دو اور ان کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ اس عزیز مہمان کی قدر کریں اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ ان کا مفصّل حال مُلاقات کے وقت بیان کروں گا۔" سیّد صاحب حسبِ ارشاد اکبر آبادی مسجد میں ترجمان القرآن حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی تربیت میں ٹھہر گئے۔ سیّد صاحبؒ کو خاندانِ ولی اللّٰہی کے ان دونوں بزرگوں سے استفادہ کا موقع ملا۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ کو سیّد صاحبؒ سے بڑی محبت تھی۔ "امیر الروایات" میں ہے کہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے سیّد صاحبؒ کی بعض ادائیں دیکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے انھیں مانگ لیا تھا۔

شرفِ بیعت

سیّد صاحبؒ نے حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ سے کچھ پڑھنا بھی شروع کر دیا۔ چند دنوں کے بعد ایک شبِ جُمعہ کو آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شاہ صاحبؒ نے طرقِ ثلاثہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ میں آپ کو داخل فرما لیا اور ذکر و اشغال تلقین فرمائے۔ سیّد صاحبؒ مسجدِ اکبر آبادی میں مشغول حق رہتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے بھی ایک مدّت تک آپ کو سلوک کی تعلیم و تربیت فرمائی۔

آپ کو چند دنوں میں اس قدر باطنی ترقی ہُوئی اور وہ بلند مقامات حاصل ہُوئے جو بڑے بڑے سالکین و مشائخ کو برسہا برس کی ریاضت و مجاہدہ سے کم حاصل ہوئے ہیں۔ آپ پر بیداری و خواب میں اس قدر انعاماتِ الٰہیہ کی بارش ہوئی جس کی نظیر کم بزرگوں کی تاریخ میں ملتی ہے مخزنِ احمدی

اور سوانح احمدی سے ایک واقعہ جو مشتے نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتا ہے نقل کیا جاتا ہے:

انعاماتِ شبِ قدر

"قیامِ دہلی کے اثنا میں رمضان المبارک پڑا، اکیسویں شب کو آپ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس عشرہ کی کس رات میں شب بیداری کر کے شبِ قدر کی سعادت حاصل کی جائے۔ شاہ صاحبؒ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ فرزندِ عزیز، شب بیداری کا جو روزانہ معمول ہے، اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو، صرف شب بیداری سے کیا ہوتا ہے دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس دولت سے بے نصیب و محروم رہتے ہیں۔ اگر تمھارے حال پر اللہ کا فضل ہے تو شبِ قدر میں اگر تم سوتے بھی ہو گے تو اللہ تمھیں جگا کر ان برکات میں شریک کر دے گا۔ سیّد صاحبؒ یہ سُن کر اپنے مسکن پر آ گئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا۔ ستائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہُوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا۔ آپ نے خواب ہی میں دیکھا کہ آپ کے داہنے طرف حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور آپ سے فرما رہے ہیں۔ "احمد، اُٹھ اور غسل کر"۔ سیّد صاحبؒ ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجودیکہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند، آج شبِ قدر ہے یادِ الٰہی میں مشغول ہو اور دُعا و مناجات کرو۔ اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔"

مؤلفِ "مخزنِ احمدی" لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سیّد صاحبؒ بارہا فرمایا کرتے تھے:

" اس رات کو اللہ کے فضل سے واردات عجیب و واقعاتِ غریب دیکھنے میں آئے۔ تمام درخت، پتھر اور دُنیا کی ہر چیز سجدہ میں تھی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول، مگر ان ظاہری آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ اس وقت فنائے کلّی اور استغراقِ کامل مجھے حاصل ہُوا۔ صبح مَیں نے حضرت شاہ صاحبؒ سے سب حال بیان کیا، آپ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مُراد کو پہنچ گئے" اس وقت سے ترقیات و علوِ درجات کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے " صراطِ مستقیم" کے خاتمے میں اس قسم کے متعدد واقعاتِ عجیبہ و وارداتِ نادرہ تحریر فرمائے ہیں جو حضرت سیّد صاحبؒ کے علوِ مرتبہ اور باطنی کمالات پر شاہدِ عادل ہیں۔

رُتبۂ بلند

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ منشی نعیم کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

" اس اُمّت میں چالیس ابدال ہر وقت رہتے ہیں جن کے صدقے میں اہلِ زمین پر بارش برستی ہے اور انھیں رزق ملتا ہے اور اُنہی کے صدقے میں نصرت حاصل ہوتی ہے۔ چہ عجب کہ سیّد احمد کو بھی ایسا ہی رتبہ مِل گیا ہو اس لیے اُن کے مقام کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

ایک عرصہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں رہنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے۔ دو برس کے قریب وہاں رہنا ہُوا۔ اِسی مدت میں آپ نے نکاح کیا۔ رائے بریلی سے ۱۲۲۶ھ میں دوبارہ آپ دہلی تشریف لے گئے۔

نواب امیر خاں کے لشکر میں

سنہ ۱۲۲۷ھ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی اجازت سے نواب امیر خاں[1] کی ریاست

ٹونک کے لشکر میں چلے گئے "منظورۃ السّعداء" میں ہے:

بنا پر الہامیکہ درباب اقامت جہاد	اقامتِ جہاد کے بارے میں آپ کو جو
شُد رہگرائے لشکرِ ظفراثر... امیرالدولہ	الہامِ ربّانی ہُوا اس کی بنا پر آپ نواب
نواب امیر خاں بہادر مرحوم شُدند	امیر خاں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے

حضرت سیّد صاحبؒ نواب امیر خاں مرحوم کے لشکر میں چھ سال سے زائد رہے۔ سیّد صاحبؒ کے تذکرے اور تاریخیں اس زمانۂ قیام کی کرامات اور واقعاتِ غریبہ سے پُر ہیں۔ آپ نواب صاحب کو صحیح مشورے اور قیمتی امداد دیتے رہے۔

لشکر سے علیٰحدگی

۱۲۳۲ھ میں یہ صحبت اس وقت ختم ہوئی جب بدقسمتی سے نواب امیر خاں کی انگریزوں سے صُلح ہوگئی۔ حضرت سیّد صاحبؒ نے لشکر سے علیٰحدگی اختیار کرلی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں لکھا کہ "خاکسار قدمبوسی کو حاضر ہوتا ہے، یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ نواب صاحب انگریزوں سے مِل گئے۔ اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں۔"

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا خواب

حضرت سیّد صاحبؒ کے دہلی پہنچنے سے ایک ہفتہ قبل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جامع مسجد دہلی میں تشریف لائے ہیں اور لوگ جوق درجوق زیارت کے لیے دُور دُور سے آرہے ہیں۔ سب سے پہلے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شاہ صاحبؒ کو شرفِ باریابی عطا فرمایا اور عصاء مبارک دے کر فرمایا کہ اس عصاء کو لے کر مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور جو آنا چاہے اندر آکر اُس کا حال عرض کرو اور میری اجازت سے اندر بھیجو۔ شاہ صاحبؒ نے اس کی تعمیل کی اور ہزارہا بندگانِ خدا نے حضورؐ کی زیارت کی۔ صبح اُٹھ کر شاہ صاحبؒ سب سے

پہلے حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ خلیفۂ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور خواب کی تعبیر چاہی۔ شاہ غلام علی صاحبؒ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یوسفِ وقت مجھ سے تعبیر پوچھتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کی زبان سے سُننا چاہتا ہوں۔ شاہ غلام علی صاحبؒ نے فرمایا کہ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مُریدِ رشید کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت وفیض کا سلسلہ جاری ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے خیال میں بھی یہی تعبیر آئی تھی۔

رجُوعِ عام

ایک ہفتہ کے بعد حضرت سیّد صاحبؒ دہلی تشریف لائے اور حسبِ معمول اکبر آبادی مسجد میں قیام فرمایا اور لوگوں کا رجُوع ہُوا۔ انھیں دنوں میں شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحئیؒ اور حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد اسمٰعیل (نبیرۂ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) آپ کے حلقۂ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔

مُرشدِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی زندگی میں ان اماموں کا کسی کی بیعت میں داخل ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چرچا ہُوا۔ جوق در جوق علماء و فضلاء و صالحین بیعت ہونے لگے۔ شاہ صاحبؒ کے خاندان کے اکثر افراد شاہ صاحب کی اجازت سے، اور مولانا محمد یُوسف صاحب نبیرۂ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ برادر حضرتِ شاہ ولی اللہ صاحبؒ مع خاندان، مولوی وجیہ الدین صاحبؒ، حکیم مغیث الدین صاحبؒ، حافظ معین الدین صاحبؒ وغیرہ مع خاندان و اقرباء مرید ہوئے اور ایسی مقبولیت وشہرت ہوئی کہ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا سماں بندھ گیا۔

تبلیغی اسفار

دن بدن آپ کی مقبولیت وشہرت بڑھتی گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وفورِ اپنے

بندوں کے قلوب عموماً اور علماء و صلحاء کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے ہیں۔ باہر سے کثرت سے دعوت نامے آنے شروع ہوئے اور آپ حضرت شاہ صاحبؒ کی اجازت سے پھلت، سہارنپور، مظفر نگر، دیوبند، لہاری، نانوتہ، کاندھلہ، گڈھ مکتیسر، رامپور، بریلی، شاہجہانپور اور دوسرے قصبات و مقامات پر تشریف لے گئے اور وہاں سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں آدمیوں نے بیعت اور شرکت و بدعت اور قدیمی خلافِ شرع رسوم سے توبہ کی۔ آپ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں سے گزرتا سرسبزی و شادابی، بہار اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ سید صاحبؒ کا اثر دہلی اور سہارنپور کے نواح میں ہوا اور حقیقت میں آپ کے یہی مرکز رہے۔ اس تمام سفر میں مولانا اسمٰعیل صاحبؒ اور مولانا عبدالحی صاحبؒ ہمرکاب تھے۔ ان کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا۔ اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیۂ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے۔ ہر ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے۔ ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہو گئے۔ بیسیوں آدمی قتل کے ارادہ سے آئے اور جانثار بن گئے اور گھر بار چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں شہید ہو گئے۔ جس نے ایک مرتبہ زیارت کر لی وہ آپ کے رنگ میں رنگ گیا اور مرتے مرتے مر گیا مگر شریعت سے ایک قدم نہ ہٹا۔ عورتوں اور بچوں کی بھی یہی حالت تھی، جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی آنکھیں روشن کرتے، ایمان تازہ کرتے، دعوت دیتے اور اپنے گھر، مال و اولاد میں برکت حاصل کرتے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ لوگوں نے دعوت کی ہے، اور دس پانچ آدمیوں کے اندازہ سے کھانا پکوایا، لیکن وقت پر سو ڈیڑھ سو آدمی سید صاحبؒ کے خادم اور معتقد آ گئے۔ صاحب خانہ نہایت پریشان ہوئے۔ سید صاحبؒ نے اپنی چادر دے دی وہ کھانے پر ڈال دی گئی اور کھانا نکالا گیا اور سب کے لیے کافی ہوا بلکہ بچ گیا۔

حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کی بیعت

اِسی سفر کے دوران سہارنپور میں شیخ المشائخ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ ولایتی (شیخ الشیخ قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ) نے ایک رُوحانی اشارہ کی بنا پر آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

قیام رائے بریلی

تبلیغی دَورہ مکمل کرنے کے بعد آپ اپنے وطن رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ یہ زمانہ بڑے رُوحانی وعلمی فیوض وبرکات کا زمانہ تھا۔ حضرت سید صاحبؒ کا وجود، علمار و مشائخ ہندوستان کا اجتماع، یکسوئی، یہ سب نعمتیں جمع تھیں۔ ایک غیر معروف چھوٹا سا گاؤں کہکشاں بن گیا تھا جس کی زمین پر چاند کے ساتھ سارے روشن ستارے اُتر آئے تھے۔ ہندوستان کے نامور علمار و مشائخ حجۃ الاسلام مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ، شیخ الاسلام مولانا عبدالحی صاحبؒ، قطب وقت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتیؒ (نبیرہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ) شیخ المشائخ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ ولایتی (شیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) حضرت شاہ ابُوسعید صاحبؒ (خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ) ایک وقت میں جمع ہُوئے۔ کتاب "صراطِ مستقیم" بھی اسی عرصے میں ۱۲۳۳ھ میں تالیف ہوئی۔

سید صاحبؒ لکھنؤ میں

اِسی زمانے میں حضرت سید صاحبؒ لکھنؤ شہر میں بھی رونق افروز ہوئے۔ آپ کے تشریف لاتے ہی لوگوں کا رجُوع اور ہجوم ہُوا۔ فرنگی محل کے بھی بعض علماءِ اکابر آپ کی بیعت میں داخل ہُوئے، دن رات لوگ بیعت و توبہ کرتے۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ وعظ فرماتے۔ علم وعرفان کی بارش ہوتی اور کتاب وسنّت کے معارف وحقائق ونکات کی گہر ریزی

سے محویت وسکتہ کا عالم ہوتا۔ علماء انگشت بدنداں ہوتے اور مخالفین سرگریباں، لوگ اُٹھ اُٹھ کر توبہ کرتے اور نئی زندگی میں قدم رکھتے۔

مولانا محمد اشرف[لہ] صاحبؒ نے جو اُس وقت لکھنؤ میں علومِ معقول ومنقول میں یگانہ سمجھے جاتے تھے، اپنے یہاں کے سب سے زیادہ زکی اور فاضل طالب علم مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی کو حضرت سیّد صاحبؒ کی تحقیقِ حال کے لیے بھیجا اور پیغام بھیجا کہ میں تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کا مقصد تھا کہ تنہائی میں سیّد صاحبؒ کے علم کو ٹٹولیں۔ سیّد صاحبؒ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ملاقات کے وقت آپ نے سیّد صاحبؒ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو رحمۃٌ للعالمین فرمایا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ میں آپ کی زبان سے اِس کی تفسیر سُننا چاہتا ہوں۔ سیّد صاحبؒ نے دو گھنٹہ اس کا بیان فرمایا۔ اس وقت مولانا محمد اشرف صاحبؒ اور مولوی ولایت علی صاحبؒ کی (جو اس وقت حاضر تھے۔) روتے روتے آنسوؤں سے داڑھی تر ہوگئی اور فوراً بیعت کر لی۔ مولانا محمد اشرف فرماتے تھے کہ اسی روز میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے مشرف ہُوا اور مجھے اس کے علاوہ بے انتہا فیوض وبرکات حاصل ہوئے۔ مولانا ولایت علی صاحبؒ تو سب چھوڑ چھاڑ سیّد صاحبؒ کے ساتھ ہو گئے اور اپنے کو شیخ کی خدمت میں فنا کر دیا۔

حضرت سیّد صاحبؒ کا قیام لکھنؤ میں ایک مہینہ رہا۔ لکھنؤ سے آپ رائے بریلی تشریف لے گئے اور کچھ دن قیام فرما کر جہاں جہاں سے دعوت نامے آئے تھے تشریف لے گئے۔ اس

[لہ] مولانا محمد اشرف بن قاضی نعمت اللہ خوشنویس (ساکن موضع بنّبہ من مضافات سیالکوٹ) قاضی نعمت اللہ صاحب نواب آصف الدولہ (۱۱۸۸ تا ۱۲۱۲ھ) کے عہد میں لکھنؤ چلے گئے تھے۔ جہاں انھیں بڑی شہرت حاصل ہُوئی۔ "تذکرہ علماءِ ہند" از رحمان علی "گذشتہ لکھنؤ" از شرر)

سلسلے میں الہ آباد، بنارس، کانپور اور بیسیوں قصبات میں ایک سو ستر آدمیوں کے قافلے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ لوگ جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے۔

بنارس میں انوارِ ذکر

بنارس کے قیام میں آپ نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ یہ شہر کفر و شرک کی تاریکی سے بھرا ہوا ہے، اس کو اپنے ذکر کے انوار سے منوّر کر دو اور ذکرِ جہر و ذکرِ خفی میں کوتاہی نہ کرو۔ ایک ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہندو پروہتوں اور جوگیوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب اس شہر سے جلد تشریف لے جائیں، ہمارے گیان دھیان میں بڑا فرق آگیا ہے۔ حضرت نے بڑی نرمی کے ساتھ ان کو وعظ و تذکیر کی اور اسلام کی دعوت دی۔

جہاد کے لیے بے چینی

بنارس سے آپ سلطان پور اور رسولی وغیرہ تشریف لے گئے۔ دو ہفتہ قیام کرکے آپ تکیہ رائے بریلی تشریف لائے۔ تکیہ کا قیام عجیب ذوق و شوق، لذّت و حلاوت اور جفاکشی کا تھا۔ یُوں تو عبادت و سلوک کے ساتھ جہاد کی تیاری آپ ہمیشہ کرتے رہتے تھے لیکن اس قیام میں اس طرف سب سے زیادہ توجہ تھی۔ پنجاب کے مسلمانوں کی مظلومی اور جہاد کی ضرورت کا احساس بڑھتا ہی جاتا تھا اور یہ کانٹا تھا جو آپ کو برابر بے چین رکھتا تھا۔ اب آپ کو دن رات اسی کا خیال رہتا تھا، زیادہ تر یہی مشاغل بھی رہتے، آپ اکثر اسلحہ لگاتے۔

رفقاء کی آپس میں گفتگو

جب فنونِ حرب کی مشق و تعلیم میں زیادہ انہماک ہُوا اور زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہونے لگا، یہاں تک کہ سلوک کے کاموں میں کمی ہونے لگی تو رفقاء نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی اور مشورہ کیا کہ مولانا محمد یُوسف صاحب پھلتیؒ اس بارے میں حضرت سیّد صاحب سے

گفتگو کریں اور جماعت کے ان خیالات کی اطلاع دیں۔ مولانا نے سیّد صاحبؒ سے عرض کیا۔

حضرت سیّد صاحبؒ کا جواب

حضرت نے آپ کو جواب دیا :

"ان دنوں دُوسرا کام اس سے زیادہ افضل ہم کو درپیش ہے، اسی میں ہمارا دل مشغول ہے، یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری ہے، اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں، وُہ کام یعنی تحصیلِ علمِ سلوک اس کام کے تابع ہے۔ اگر کوئی دن میں روزہ رکھے اور تمام رات عبادت و ریاضت میں گزارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے پَیروں پر ورم آجائے اور دُوسرا شخص جہاد کی نیت سے ایک گھڑی بھی بارُود اُڑائے تاکہ کفار کے مقابلہ میں بندوق لگاتے آنکھ نہ جھپکے تو وہ عابد اس مجاہد کے رُتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور وہ کام (سلوک و تصوف) اس وقت کا ہے جب اس کام (تیاری جہاد) سے فارغ البال ہو اور اب جو پندرہ سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نماز یا مراقبہ میں معلوم ہوتی ہے وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے۔ کوئی بھائی جہاد کی نیت سے تیر اندازی کرتا ہے، کوئی بندوق لگاتا ہے، کوئی پھری گدکا کھیلتا ہے، کوئی ڈنڈ پیلتا ہے۔ اگر ہم اس کام کی اس وقت تعلیم کریں تو ہمارے یہ بھائی اس کام سے جاتے رہیں۔ یوسف جی تم خود اپنا حال دیکھو کہ گردن ڈالے ہوئے ایک عالم سکوت میں رہتے ہو۔ اسی طرح اور لوگ بھی کوئی کمبل اوڑھے مسجد کے کونہ میں بیٹھا ہے، کوئی چادر لپیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے، کوئی جنگل جا کر مراقبہ کرتا ہے، کوئی ندی کنارے گڑھا کھود کر بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا مشکل ہے تم ہمارے بھائیوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کام میں دل لگائیں، یہی بہتر ہے اور حاجی عبدالرحیم صاحب (شیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) سے بھی مشورہ کر کے جواب دو۔"

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کا بیان

حضرت حاجی عبدالرحیم صاحبؒ نے جب یہ سُنا تو پہلے اپنا حال بیان کیا کہ :

"جب مجھ کو حضرتؒ سے بیعت نہ تھی اور اپنے مشائخ کے طور و طریق پر تھا، چلّہ کشی کرتا تھا، جَو کی روٹی کھاتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا، صدہا میرے مُرید تھے اور جو درویشی کا طالب میرے پاس آتا، اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا۔ جو کوئی مطلب کے لیے دو چار کوس یا ایک دو منزل لے جانے کی درخواست کرتا، للّٰہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت کا یہ طور تھا کہ اگر آدھ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آجاتا اور بعض بعض باتیں مجھ میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور مَیں اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مُریدوں میں بھی بعضے بعضے صاحبِ تاثیر تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سیّد صاحبؒ کو سہارنپور پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجھ کو توفیق دی کہ مَیں نے آپؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور آپ کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجھ کو یہ خیال ہُوا کہ اگر مَیں اس حالت میں مرجاتا تو میری موت بُری ہوتی۔ پھر مَیں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو تو ان سیّد صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کرو، یا اس عقیدہ سے میرے ہی ہاتھ پر بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے، مَیں نے آگاہ کر دیا ہے۔ اس کا مواخذہ قیامت کے روز مجھ سے نہیں۔ پھر سب نے دوبارہ بیعت کی، سو مَیں نے تمام اس عیش و آرام، اور ناموس و نام کو ترک کر کے سیّد صاحبؒ کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی۔ اینٹیں بھی بناتا ہوں، دیوار بھی اُٹھاتا ہُوں، گھاس بھی چھیلتا ہوں، لکڑی بھی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کاروبار کی بدولت جو نعمت دی اور خیر و برکت عطا کی، اس کے دسویں حصّے کے برابر ان اوّل معاملات کی تمام خیر و برکت کو

نہیں پاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ محنت کیوں اختیار کی۔ سو میری صلاح اس بارہ میں یہی ہے کہ تم اپنا سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو، وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرما دیں اسی کو مانو اور اپنی بہتری اسی میں سمجھو اور اپنی رائے ناقص کو اس میں دخل نہ دو۔"

حضرت حاجی صاحبؒ چونکہ فنِ سلوک اور قوتِ نسبت میں مسلّم تھے اور مشہور شیخ اور عارف تھے۔ اس لیے ان کی تقریر سُن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور مقدماتِ جہاد میں دل و جان سے مشغول ہو گئے۔ دن رات یہی مشغلہ تھا، بھرماری، تیر اندازی کرتے، چوزنگ لگاتے اور فنونِ سپہ گری کی پوری مشق کرتے تھے۔

سفرِ حج

محبّت و شوق و جذبِ الٰہی کا جس کی تربیت شب و روز ہوتی تھی۔ اب شدید تقاضا ہُوا کہ حج کو چلیے۔ حضرت سیّد صاحبؒ نے حج کی تیاری کی۔ شوال کی آخری تاریخ ۱۲۳۶ھ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ آپ تکیہ سے روانہ ہوئے۔ قافلہ مختلف شہروں میں ٹھیرتا ہُوا منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں تھا۔ خلقِ خُدا جوق جوق حلقہ بگوش ہوتی رہی۔ اس سفر میں لاکھوں آدمیوں کو آپ کے دستِ حق پرست پر ہدایت نصیب ہوئی۔ حج کے ہمراہیوں کی تعداد ۷۵۰ تھی۔ اس سفر میں جو برکات، واقعاتِ عجیبہ اور لذائذ رُوحانی حاصل ہوئے، اُن کا مزہ وہی جان سکتے ہیں جو اس سفر میں ساتھ تھے۔

حرمِ محترم میں

۲۹ شعبان المعظم ۱۲۳۷ھ کو گیارہ مہینے سفر کرنے کے بعد قافلۂ شوق حرمِ محترم میں داخل ہُوا۔ بیت اللہ کو دیکھ کر ہر شخص پر ایسی رقّت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں معلّم و مطوّف وغیرہ جو وہاں حاضر تھے وہ بھی رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہماری عُمر میں ایسا

بابرکت قافلہ کسی ملک سے نہیں آیا۔ طواف وسعی کے بعد سب نے حلق وقصر کرایا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

ارضِ مقدس میں مقبولیت

اِس ارضِ مقدس میں بھی (جس کا یہ سارا فیض ہے) آپ کا فیض بند نہیں ہوا، اور حجاز کے بعض نامور اہلِ علم وکمال اور فضل وصلاح بیعت میں داخل ہوئے۔ شیخ محمد عمر مفتی مکہ مکرمہ جو شیخ العلماء عبداللہ سراج کے اُستاد تھے اور سید عقیل و سید حمزہ و شیخ مصطفےٰ امام مصلّٰی حنفی اور شیخ شمس الدین مصری واعظِ بیت اللہ، شیخ محمد علی ہندی مدرس مکہ معظمہ، اور عُمر بن عبدالرسول محدث، شیخ بخارامی مدرس مدینہ منورہ اور خواجہ الماس نے (جو مسجد نبوی میں اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے) بیعت کی۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے سید صاحبؒ کے ایماء اور اہلِ حجاز کی ضرورت وخواہش سے "صراطِ مستقیم" کا عربی میں ترجمہ کیا۔ یہ فیضِ عام صرف حجاز سے خاص نہ تھا بلکہ چونکہ حجاز عالمِ اسلامی کا مرکز ہے جہاں تمام ممالکِ اسلامیہ کے وفود آتے ہیں اسلیے باہر کے لوگوں کو بھی فیضیاب ہونے کا موقع مِلا۔

بلغار کے قافلہ کے ایک بڑے عالم بیعت میں داخل ہوئے اور آپ نے اُن کو اپنا خلیفہ کر کے اپنے ملک کی ہدایت کے لیے مقرر کیا اور "صراطِ مستقیم" کی ایک نقل دی۔

جاوہ کے تین آدمیوں نے آ کر عرض کیا کہ ہم حضور کے خلفاء سے بیعت ہیں۔ اب بلا واسطہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اُن سے بیعت لی۔

مغربی قافلہ کے لوگوں نے بھی بیعت کی، ان میں مغرب کے ایک وزیر شیخ احمد بن ادریس تھے جن کو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی۔

بارگاہِ نبویؐ میں

مکہ مکرّمہ سے آپ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے سے دو رات پہلے آپ کی طبیعت سخت ناساز تھی۔ بخار اور دردِ سر کی شدّت تھی۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ہیں اور ہر ایک نے آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ تشفی اور تسلی اور مختلف بشارتیں دیں۔

بہتر از صحت است آں مرضم — کہ تو بہرِ عیادتم آئی
دارم امید بستہ آں بہتر — کہ تو از دستِ خویش بکشائی
اے خوش آں گمرہی راہ روے — کہ تو آئی و راہ بنمائی
طرفہ آں تشنگی کہ سیرابم — تو ز لُطف و کرم بفرمائی

اے علی شہرِ دوست نزدیک است
چوں نگردی درد تماشائی

مدینہ منوّرہ میں سیّد سمہودی مصنّف "وفاء الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ" کے مکان میں قیام فرمایا۔ پچیس روز تک مدینہ منوّرہ اور نواح کے مقامات و مشاہد کی زیارت کرتے رہے۔

زیاراتِ مقدسہ

مدینۂ طیبہ کے قیام میں آپ نے مسجدِ قُبا، مسجدِ قبلتین وغیرہ اور جنت البقیع کی بار بار زیارت کی۔ ایک بار روضۂ منوّرہ کی جالیوں کے اندر شب گزاری کا موقع بھی بخوبی ملا۔ مراقبے میں بارہا احوال و کیفیات اور بار بار زیارتِ نبویؐ سے فائز ہُوئے۔

ایک روز بقیع جاکر ازواجِ مُطہّراتؓ، حضرت حسنؓ اور دوسرے حضراتِ اہلِ بیتؓ کی

زیارت کی۔ دُوسرے روز خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گئے۔

ایک روز آپ جبلِ اُحد گئے اور سیدنا حمزہؓ اور دُوسرے شہداء رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دندانِ مبارک جہاں شہید ہوئے تھے اس جگہ کی بھی زیارت کی بعض بعض مقامات پر دُعا کی۔

آپ کا مدینہ منورہ میں مزید قیام کا ارادہ تھا اور ابھی قافلے کو بھی سیری نہیں ہوئی تھی لیکن سردی بڑی شدّت سے ہونے لگی تھی اور اہلِ قافلہ کے پاس جڑاول نہ تھی۔ سردی سے سخت تکلیف ہو رہی تھی۔

۲۶ ربیع الاوّل کو آپ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بڑی مہربانی سے مُسکرا کر فرماتے ہیں:

"احمد اب تم کو جلد مکّہ چلا جانا چاہیے، اس لیے کہ سردی سے تمھارے قافلے کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے"۔

آپ نے اپنے ہمراہیوں کو یہ خواب سُنایا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔

واپسی

۲۹ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ کو آپ مسجدِ نبویؐ اور روضۂ منورہ سے رخصت ہو کر مکّہ معظمہ آئے۔ وہاں رمضان اور عید کی اور یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو مکّہ مکرّمہ کو الوداع کہا اور ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ کو دو سال گیارہ مہینے کے بعد وطن پہنچے۔

اقامتِ جہاد

۱۲۴۱ھ کے آغاز میں آپ نے اقامتِ جہاد کے لیے کمرِ ہمت باندھ لی اور اپنے وطن سے ہجرت کی۔ راجپوتانہ، رواڑ، سِندھ، بلوچستان، افغانستان اور صوبہ سرحد کے ریگستانوں،

میدانوں، پہاڑوں، دروں اور جنگلوں اور دریاؤں میں سفر کیا۔ ہر ہر جگہ اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرتے گئے۔ جہاد فی سبیل اللہ جس کے لیے حضرت سیّد صاحبؒ عنداللہ مامور تھے، کی مفصّل سرگزشت حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کی تالیف "سیرت سیّد احمد شہیدؒ" اور غلام رسول مہر مرحوم کی کتاب "سیّد احمد شہیدؒ" میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

شہادت

حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور اُن کی جماعتِ مجاہدین نے بالاکوٹ کے مقام پر ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ کو رنجیت سنگھ کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش فرمایا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را عاشقاں

شہادت کے روز حضرت سیّد صاحبؒ اور مجاہدین کے چہرے دمک رہے تھے اور ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری تھی۔ راوی کہتا ہے:

"حضرت سیّد صاحبؒ اُس وقت مَلکی صفات میں تھے، آپ کا چہرہ ایسا دمک رہا تھا کہ کسی کی نظر اُس پر نہیں ٹھیرتی تھی۔"

حضرت سیّد صاحبؒ کا فیضِ عام

حضرت سیّد صاحبؒ نے اسلام کے عقائدِ صحیحہ کی تبلیغ اور توحید و سنّت کی عالمگیر اشاعت فرمائی۔ برّصغیر کا کوئی گوشہ نہیں چھوٹا جہاں آپ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان سینکڑوں مقامات پر آپ نے خود دورہ فرمایا۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کے مواعظ ہوئے اور اللہ کی حجّت تمام ہوگئی۔ سندھ اور سرحد میں خود قیام فرمایا۔ حیدرآباد دکن، بمبئی، مدراس میں مولانا سیّد محمد علی صاحب رامپوریؒ و مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادیؒ

کو بھیجا، جنھوں نے وہاں قیام فرما کر اصلاحِ عقائد و اعمال و رسوم کا عظیم الشان کام انجام دیا۔ ہزاروں بندگانِ خدا اور سینکڑوں اُمراء و رؤسا و اہلِ علم و فضل مستفید ہوئے اور توحید و سنت کا عام چرچا ہو گیا۔ پورب میں آپ کے خلفاء مولانا کرامت علی صاحب و مولانا سخاوت علی جونپوری نے تبلیغ و ہدایت کے فرائض انجام دیئے اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ آج بھی آپ کے اثرات ان اطراف میں موجود ہیں۔ صرف مولانا کرامت علی صاحبؒ کی کوششوں سے بنگال میں لاکھوں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نیپال کی ترائی میں مولانا جعفر علی صاحبؒ نے روشنی پھیلائی۔ افغانستان میں بھی آپ کے خلیفہ مولانا حبیب اللہ صاحب قندھاریؒ سے اصلاح ہوئی۔

ملک تبت میں بھی آپ نے تبتیوں کا ایک وفد تبلیغ و ہدایت کے لیے بھیجا اور مسلمانوں کی اصلاح ان کے سپرد کی۔ اوّل ان کی سخت مخالفت ہوئی پھر ان کو بہت کامیابی و ترقی ہوئی۔ ہزاروں آدمی ان کے حلقہ بگوش ہو گئے یہاں تک کہ انھوں نے اپنے چند آدمی تبلیغ کے لیے چین بھیجے۔ جاوہ، بلغار اور مراکش وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء پہنچے اور مشرقِ اقصیٰ سے عربِ اقصیٰ تک آپ کی مملکتِ تجدید کے حدود پہنچ گئے۔

مولانا عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت سید صاحب قدس سرہٗ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلۂ بیعت آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعے تمام روئے زمین پر جاری ہے۔ اس سلسلہ میں تو کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں۔"

حضرت سید صاحبؒ کے طریقے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے میں اللہ کے یہاں آپ کا طریقہ سب سے زیادہ مقبول تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ان دیارِ مشرقیہ میں اس میں منحصر تھی۔ چنانچہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولائتیؒ جو اپنے وقت کے جلیل القدر شیخ و سالک اور سلسلۂ چشتیہ میں بیعت و مجاز تھے اور آپ کے سینکڑوں ہزاروں مرید تھے۔ فرماتے تھے :

"مجھے کسی سے سلوک میں رجوع کی ضرورت نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اسی میں پاتا ہوں کہ میں سید صاحبؒ سے بیعت ہو جاؤں"۔

دوسری خصوصیت مشائخ و علماء میں مقبولیت ہے، چنانچہ ہندوستان کا کوئی خانوادہ اور کوئی سلسلہ نہیں ہے جس کے اکابر نے سید صاحبؒ کو اپنا بڑا نہ مانا ہو اور آپ سے استفادہ نہ کیا ہو۔ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے دو نامور شیخ حاجی عبدالرحیم صاحب ولائتیؒ اور آپ کے خلیفہ میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ (پیر و مرشد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ) آپ سے بیعت ہوئے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے۔ حاجی عبدالرحیم صاحبؒ بیعت کے بعد ہمیشہ خدمت میں رہے، یہاں تک کہ بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔ اس سلسلے کے دوسرے حضرات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الارشاد مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور اُن کی جماعت کا تعلق تو آپ سے ایسا تھا جیسا کہ عاشق کو معشوق سے ہوتا ہے۔ شاہ ابو سعید صاحبؒ جو خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ کے سلسلۃ الذہب کا ضروری حلقہ اور حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ کے خلیفہ تھے، عرصے تک آپ کی خدمت میں رہے، اور استفادہ کیا۔ سلسلۂ قادریہ کے مشہور شیخ سید صبغت اللہ بن سید محمد راشدؒ نے جن کا سلسلہ سندھ میں بہت مشہور و معمور ہے، آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی حیات

میں آپ کے خاندان کے اہلِ علم وفضل نے آپ سے بیعت کی۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ، مولانا عبدالحی صاحبؒ، مولانا محمد یوسف صاحب پھلتیؒ کے علاوہ شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ و مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے استفادہ و باطنی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تمام مشائخ و علماء آپ کی عظمت و مقبولیت آپ کے طریقے کی رفعت و فضیلت، آپ کی محبّت اور آپ سے عقیدت پر متفق العقیدہ و متفق اللسان ہیں۔ آپ کی محبت اہلِ سُنّت و صحیح الخیال جماعت کا شعار اور علامت بن گئی ہے اور آپ کے متعلق وہی کہنا بالکل صحیح ہوگا جو بعض اہلِ علم نے آپ کے ہمنام امام احمدؒ کے متعلق کہا ہے:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ۔

جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کو احمد بن حنبلؒ سے محبّت ہے تو سمجھ لو، کہ وہ سُنّت کا مُتّبع ہے۔

ایک دُوسرے عالم کا قول ہے:

مَنْ سَمِعْتُمُوهُ يَذْكُرُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ بِسُوْءٍ فَاتَّهِمُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ۔

جس کو تم احمد بن حنبلؒ کا ذکر بُرائی سے کرتے سُنو، اُس کے اسلام کو مشکوک جانو۔

رسالۂ اشغال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین

یہ رسالۂ اشغال تین باب پر مشتمل ہے ہر باب کی دو فصلیں ہیں

باب اوّل

اشغالِ طریقۂ قادریّہ

فصلِ اوّل : اذکار

ذکرِ یک ضربی

ذکرِ یک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے طریق پر بیٹھیں اور اسمِ ذات کو وسطِ سینہ سے نکال کر اپنے مُنہ کے سامنے ضرب لگائیں اور یہ تصوّر کریں کہ اس پاک نام کے ہمراہ ایک نُور منہ سے باہر نکلا ہے پھر اس نور کو اپنے تصوّر میں پھیلائیں اور اس طرح خیال کریں کہ نورِ مذکور چادرِ نورانی کی طرح محیط ہو گیا ہے اور اس نے تمام بدن کو ڈھانپ لیا ہے پھر اس صورتِ خیالی سے ہٹ کر یُوں تصوّر کریں کہ وہ نورانی چادر تمام بدن میں سرایت کر گئی ہے اور سمٹ کر وسطِ سینہ میں گرہ کی مانند مجتمع ہو گئی ہے اسی طریقہ سے ذکرِ اسمِ ذات میں مشغول رہیں اس ذکر کے دوران میں جمعیتِ دل سے ذاتِ بحت کی طرف متوجہ رہیں۔ چند روز اسی ذکر کی مشق کریں۔

ذکرِ دو ضربی

ذکرِ دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو نماز کے انداز میں بیٹھیں اور اسمِ ذات کی ضرب پہلے کی

طرح منہ کے سامنے لگائیں پھر ساتھ ہی دائیں شانے کی جانب خیال لے جا کر قلب پر ضرب لگائیں اور اس طرح تصور کریں کہ نور قلب کے اندر داخل ہو گیا ہے اور تمام بدن میں سرایت کر گیا ہے۔

ذکرِ سہ ضربی

ذکرِ سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ضرب اوّل و ضرب دوم پہلے بیان کردہ (ذکرِ دو ضربی) طریقہ پر لگائیں اور ضرب سوم قلب میں لگائیں۔

ذکرِ چہار ضربی

ذکرِ چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر پہلی ضرب دائیں جانب، دوسری بائیں جانب تیسری قلب میں اور چوتھی ضرب اپنے منہ کے سامنے لگائیں۔

فصلِ دوم: مراقبات

مراقبۂ وحدانیت

مراقبۂ وحدانیت میں یوں تصور کریں کہ ذاتِ الٰہی ہر مکان و زماں میں موجود ہے۔ اس طرح پر کہ ہر چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے بلکہ ہر چیز کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

مراقبۂ صمدیت

مراقبۂ صمدیت میں انعاماتِ الٰہیہ کو اجمالاً و تفصیلاً ملاحظہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ جود کا تصور کریں یعنی وہ بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے حالانکہ اس کی بارگاہِ عالی کو مخلوقات کی طرف سے منفعت و مضرت کا کچھ بھی امکان نہیں، اس کے فیضِ عام کو ملحوظ رکھیں، یعنی اس کا انعام ہر شے کو پہنچتا ہے خواہ مطیع ہو یا فاسق، انسان ہو یا حیوان، حجر ہو یا شجر، فلکی ہو ملکی، شیطان ہو یا جن۔

شغلِ دَورہ

طریقِ شغلِ دَورہ یہ ہے کہ اس طرح تصور کریں کہ گویا طالب کی رُوح گرہ کی مانند ناف کی جگہ پر مجتمع ہوگئی ہے۔ اس کے بعد لفظ اَللّٰہُ سَمِیۡعٌ کا یُوں تصور کریں کہ لفظ اَللّٰہ اس رُوح کے اُوپر ہے اور سَمِیۡعٌ اس کے نیچے۔ پھر قوتِ خیال سے ہر دو اسم کو رُوح مذکور سمیت مقامِ ناف سے کھینچ کر لطیفۂ سِرّ تک لائیں اور وہاں لفظ سَمِیۡع کی بجائے لفظ بَصِیۡرٌ رکھیں اور لطیفۂ سِرّ سے کھینچ کر لطیفۂ اخفٰی تک پہنچائیں اور اس مقام پر لفظ بَصِیۡر کی بجائے لفظ قَدِیۡرٌ کو رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر چوتھے آسمان تک پہنچائیں اور وہاں بجائے لفظ قَدِیۡر کے لفظ عَلِیۡمٌ رکھیں اور وہاں سے کھینچ کر عرش تک پہنچائیں اور اس مقام پر رُوح کو دُور اور سَیر کرائیں۔ بعد ازاں اسی لفظ اَللّٰہُ عَلِیۡمٌ کو (رُوح سمیت) نیچے آسمان چہارم پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ قَدِیۡرٌ کے ہمراہ دونوں کو نیچے لطیفۂ اخفٰی پر لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ بَصِیۡرٌ کے ہمراہ لطیفۂ سِرّ پر نیچے لائیں اور وہاں سے لفظ اَللّٰہُ سَمِیۡعٌ کے ہمراہ لطیفۂ نفس کے مقام پر لے آئیں۔ یہ ایک دَورہ ہوگا، بار بار یہی شغلِ دَورہ عمل میں لائیں، حتّٰی کہ اس کے آثار مرتّب ہو جائیں یعنی رُوح کی نورانیت، انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی ارواح سے ملاقات نیز سَیرِ جنّت و جہنّم وغیرہ حاصل ہو جائیں۔

شغلِ نفی

طریقِ شغلِ نفی اس طرح پر ہے کہ تمام موجودات اور ممکنات کی نفی کریں۔ اوّل اپنے بدن کی نفی اس طریقے سے کریں کہ جیسے نقش کو اپنے ہاتھ سے مٹاتے ہیں۔ اس طرح قوّتِ خیالیہ کو اپنے بدن کے مٹانے میں مشغول رکھیں، اگر تمام بدن کی نفی یکبارگی ہو جائے تو بہت بہتر ورنہ اپنے بدن کے اجزاء کی الگ الگ نفی کریں اور جب بدن کی نفی کی کیفیت میسّر آجائے تو پھر تمام عالَم کی نفی کی کیفیت حاصل کریں یہاں تک کہ جمیع ممکنات کی بجائے ایک خلا کا تصوّر قائم ہو جائے۔ اس خلا میں

ایک نور ظاہر ہو جائے پھر وہ نور وسعت پذیر ہو کر تمام عالم کی بجائے قائم ہو جائے۔ بعد ازاں اس نور کی بھی نفی کریں یہاں تک کہ ایک دوسرا نور نمایاں ہو جائے اور اسی طرح چلتے جائیں حتیٰ کہ تمام حجاباتِ نورانی دور ہو جائیں، اس شغلِ نفی کے ہمراہ ایک شغل "یادداشت" بھی سامنے رکھیں یعنی اپنے خیال کو ہر حال میں بارگاہ حضرتِ احدیّت میں متوجہ رکھیں اور اس پر اپنے خیال کو دائماً مرکوز رکھیں۔

شغلِ نفی النفی

طریق شغلِ نفی النفی اس طرح ہے کہ طالب اپنے خیال کو کہ جس سے تمام عالم کی نفی کرتا ہے نیز اس سے جو انوار اور ادراک ظہور میں آتے ہیں اس کی بھی نفی کرے اور ہر شے جو اس پر منکشف ہو، اس کی بھی نفی کرے، یہاں تک کہ حالتِ نوم کی شل ربودگی اور غفلت کی کیفیت طاری ہو جائے۔ اس کے بعد سالک اللہ تعالیٰ کے فضلِ بے پایاں سے مقامِ مشاہدہ پر فائز ہو جاتا ہے اور سلوک متعارف کے مراتب اس مقام پر تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔

باب دوم

اشغالِ طریقۂ چشتیہ

فصلِ اوّل: اذکار

ذکر اَللّٰہُ اَللّٰہ

اوّل، چاہیے کہ دوزانو نماز کی ہیئت پر بیٹھ کر اسمِ ذات کو دو بار یُوں کہیں: اَللّٰہُ اَللّٰہ
جب پہلی دفعہ شدّت وجَہر کے ساتھ کہیں تو اس طرح تصور کریں کہ ایک نُور وسطِ سینہ سے نکل کر لب تک آ گیا ہے اور جب دُوسری مرتبہ اِسی شدّت وجُہر کے ساتھ کہیں تو یُوں تصور کریں کہ ہمراہِ لفظِ مذکور (اَللّٰہُ اَللّٰہ) وُہی نُور منہ سے نکل کر ایک ہاتھ اُوپر پہنچ گیا ہے۔ بارِ دیگر اسی اسمِ مبارک کو بطریقِ مذکور کہیں اور یُوں خیال کریں کہ نورِ اوّل کے ہمراہ نورِ ثانی ملحق ہو گیا ہے۔ اسی طرح اس کی مشق کرتے رہیں یہاں تک کہ خیال میں یُوں پختہ ہو جائے کہ وہ نُور تہ بہ تہ نورانی ستون کی شکل اختیار کر گیا ہے اور ذاکر کا تمام بدن اس میں گُم ہو گیا ہے۔

ذکر اِلاَّ اللّٰہ

بعد ازاں لفظِ اِلاَّ اللّٰہ کا ذکر شدّت وجَہر کے ساتھ شروع کریں اور یُوں تصور کریں۔ کہ

ایک نُور وسطِ سینہ سے اِس لفظ کے ہمراہ باہر نکل کر پاؤں کے نیچے بقدر ایک ہاتھ زیر زمین چلا گیا ہے۔ اِس ذکر پر اتنی مداومت کریں کہ وہ نُور نیچے سے اوپر بلند ہو کر ذکرِ اوّل (اَللّٰہُ اَللّٰہ) کے نُور سے جا ملے۔

ذکر اَللّٰہ

بعدازاں لفظ اَللّٰہ کا ذِکر شدّت و جہر کی بجائے آہستہ آہستہ کریں اور یُوں تصوّر کریں کہ یہ اسمِ مبارک اس ستونِ نورانی میں جاروب کی شکل پھر رہا ہے اور اس کی گردش سے ستونِ مذکور درخشاں ہو رہا ہے۔

ذکرِ نفی و اثبات

نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہ کو اپنے خیال سے کھینچ کر زمین و آسمان پر محیط کریں، اس طرح سے کہ لَآ اِلٰـہ کے لفظ سے خود اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی ملاحظہ کریں اور لفظ اِلاَّ اللّٰہ کی ضرب اُوپر کی جانب بالائے عرشِ مجید لگائیں۔ اسی شغل کو بار بار عمل میں لائیں یہاں تک کہ ایک نہایت وسیع نور بالائے عرش سے نیچے آئے اور تمام عالم حتیٰ کہ سالکِ ذاکر کا خود اپنا جسم بھی اس نور میں گُم ہو جائے۔

فصلِ دوم : مُراقبات

واضح ہو کہ طریقۂ چشتیہ کے مراقبات بھی وہی ہیں جو بابِ اوّل میں بیان کیے گئے۔ پس مراقباتِ مذکور میں ابتدا شغلِ نفی سے اور انتہا مشاہدہ میں مشغول ہونے سے ہوتی ہے۔

شغلِ دورۂ چشتیہ

سلسلۂ چشتیہ میں شغلِ دورہ اس طرح پر ہے کہ ذکر یَا حَیُّ وَیَا قَیُّوْم اس طریقے سے کریں کہ

کلمہ یَا حَیُّ کو خیال سے وسطِ سینہ سے لب تک لائیں اور اپنی رُوح کو اس کے ہمراہ لیں پھر لفظ قَیُّومُ کو اس کے پیچھے اس طرح لائیں کہ اس اسم کی مشق سے رُوح بدن سے خارج ہو پھر رُوح کو انہی دونوں اسمار کی قوت سے عرشِ مجید تک پہنچائیں۔ اِس مقام پر قدرے توقف کر کے سیر اور دَور کرائیں تاکہ ارواحِ ملائکہ، جنّت و جہنّم اور ان کی شل دیگر اُمورِ غیبیہ منکشف ہو جائیں۔ بعد ازاں اس ذکر کو جب تمام کرنا چاہیں تو لفظ یَا حَیُّ سے ارادہ انتقال کریں، اور لفظ یَا قَیُّومُ سے رُوح کو اپنے بدن میں واپس لے آئیں۔

ذکر برائے کشفِ قبور

کشفِ قبور کے لیے ذکر سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوحِ کو اس طریقہ پر کریں کہ لفظ سُبُّوحٌ کو ناف سے لے کر دماغ تک پہنچائیں اور لفظِ قُدُّوسٌ کو وہاں سے عرشِ مجید تک لے جائیں پھر رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوحِ کو عرش سے قلب تک لا کر قلب کے درِ فوقانی سے داخل کریں اور درِ تحتانی سے خارج کرتے ہوئے قبر کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس شغل کی مشق سے کشفِ قبور حاصل ہو جائے گا۔

باب سوم

اشغالِ طریقۂ نقشبندیّہ

فصلِ اوّل : اذکار

لطائفِ ششگانہ کے مقامات یہ ہیں : لطیفۂ قلب بائیں پستان کے نیچے، لطیفۂ رُوح دائیں پستان کے نیچے، لطیفۂ سِرّان ہر دو کے درمیان (یعنی لطیفۂ قلب اور لطیفۂ رُوح کے درمیان) لطیفۂ نفس مقامِ ناف میں، لطیفۂ خفی پیشانی میں اور لطیفۂ اخفیٰ سر میں تالو کے مقام پر واقع ہیں

ذکرِ نفی و اثبات

پس لطائفِ ششگانہ کو ذکرِ خیالی کے ساتھ ذاکر بنانا چاہیے۔ ابتدا میں ہر لطیفہ کو علیحدہ علیحدہ ذاکر بنائیں اور انتہا میں تمام لطائفِ ششگانہ کو یکبارگی ذاکر بنانا چاہیے۔ بعدازاں حبسِ نفس کے ساتھ ذکرِ نفی و اثبات کریں۔ اس طریقہ پر کہ دو زانو قبلہ رُو بیٹھ کر اپنے دم کو بند کر کے زبان کو تالو سے چپکا کر لَآ کو مقامِ لطیفۂ نفس سے کھینچ کر لطیفۂ سِرّ و خفی سے گزارتے ہوئے لطیفۂ اخفیٰ تک پہنچائیں اور اِلٰہَ کو لطیفۂ اخفیٰ سے لطیفۂ رُوح میں پہنچائیں اور اِلَّا اللہ کی ضرب لطیفۂ قلب پر لگائیں۔ اس ذکر کو اس انداز سے کریں کہ اس کا کوئی اثر اعضائے ظاہرہ پر نمایاں نہ ہو بلکہ محض خیال کے ساتھ ہو۔

سُلطان الذّکر

بعدازاں سلطان الذکر عمل میں لائیں یعنی جس طرح ذاکر مقاماتِ لطائف سے آگاہ ہوا اسی طرح سر سے پاؤں تک تمام رگ و پے اور ہر بُنِ مُو میں ذکر کو سرایت کرے۔

فصلِ دوم : مراقبات

مراقبات کے بیان میں وہی ترتیب جو بابِ اوّل میں مذکور ہوئی ہے بجا لائیں۔

کشفِ وقائعِ آئندہ

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ آئندہ وقائع میں کون سا واقعہ منکشف ہوگا اس کے لیے احسن و اولیٰ یہ ہے کہ رات کے تیسرے پہر بیدار ہو کر نہایت درجہ حضورِ قلب کے ساتھ بکمالِ آداب و مستحبات طہارت بجا لائیں پھر طہارت کے بعد وہ مسنون دُعائیں جو گناہوں کے کفارہ کے لیے متعین فرمائی گئی ہیں، نہایت درجہ خلوص و التجا کے ساتھ پڑھیں اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح تمام آداب و سُنن و مستحبات کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے حضورِ قلب سے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ درگاہ رب العزّت سے طلبِ مغفرت بکمالِ التجا و الحاح دل کی گہرائی میں سما جائے۔ بعد ازاں بکمالِ حضورِ قلب تمام گناہوں سے توبہ کریں اور التجا و الحاح کے تمام مراتب اپنی انتہا کو پہنچا دیئے جائیں، اس کے بعد اشغالِ مذکورہ میں سے کسی ایک شغل میں مشغول ہو جائیں اور اس شغل کے دوران اس مطلوب واقعہ کے کشف کے لیے عالم الغیب کے حضور خوب متوجہ رہیں۔ انشاء اللہ بطریقِ الہام یا بطریقِ مشاہدہ اس واقعہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

اگر یہی عمل صد بار کیا جائے اور حقیقتِ واقعہ منکشف نہ ہو تو رات کے تیسرے پہر دو رکعت اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں تین بار سورۂ فاتحہ، تین بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھیں، اس کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر نہایت درجہ خشوع و خضوع کے ساتھ ایک سو ایک بار کلمہ "یَاخَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ" پڑھیں۔ بعد ازاں سجدہ سے سر اُٹھا کر نہایت درجہ الحاح و التجا کے ساتھ انکشافِ واقعۂ مذکورہ کے لیے دُعا کریں اور پھر سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی حقیقت سوتے میں منکشف ہو جائے گی۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلاسلِ طریقت

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمدٍ وسیلۃ الطالبین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ السالکین

امّا بعد۔ پس طالب شرفِ بیعت و توبہ سے مشرف ہُوا اور فقیر سیّد احمد کی وساطت سے طریقۂ عالیہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجدّدیہ و محمدیہ کی سلک میں منسلک ہُوا۔ اس فقیر (سیّد احمد شہید) کو ان طریقوں کی برکات دو وجہ سے حاصل ہیں۔

وجہ اوّل : اُویسیّہ

یہ فقیر اُویسی طور پر طریقۂ چشتیہ میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی رُوحِ مقدّس سے اور طریقۂ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی رُوحِ مقدّس سے اور طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت امام الشریعت والطریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ سے متحقق ہُوا اور طریقہ مجدّدیہ و محمدیہ میں بلا واسطہ کسی کے حضرتِ حق کی بارگاہ سے مستفید ہُوا۔ مقامِ اُویسیّہ کا یہ حصول اگرچہ محض بفضلِ الٰہی متحقق ہُوا لیکن ظاہری

اسباب میں یہ سبب اس فقیر کے حق میں حضرت پیر و مُرشد کی دُعا کا نتیجہ ہے۔

وجہِ ثانی : بطریقِ بیعت و اجازت

یہ فقیر سلاسلِ مذکورہ کے مشائخ کی سلک میں بطریقِ بیعت و اجازت منسلک ہے۔ اس طریقہ پر کہ اس فقیر کو قدوۃ العلماء و المحدثین، وارث الانبیاء و المرسلین، حجۃ اللہ علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیز سے انتسابِ بیعت و اجازت ہے۔ اور اُن کو اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ سے اور اُن کو اپنے والدِ ماجد حضرت شیخ عبد الرحیمؒ سے۔ اور اُن کو

طریقۂ چشتیہ

میں اپنے نانا بزرگوار شیخ رفیع الدینؒ سے انتسابِ بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو	شیخ قطب عالمؒ	سے
〃 〃	شیخ نجم الحق چاہیں لدہؒ	〃
〃 〃	شیخ عبد العزیزؒ	〃
〃 〃	قاضی خاں یُوسف ناصحیؒ	〃
〃 〃	شیخ حسن طاہرؒ	〃
〃 〃	سیّد راجی حامد شاہؒ	〃
〃 〃	شیخ حسام الدین مانکپوریؒ	〃
〃 〃	خواجہ نور قطب عالمؒ	〃
〃 〃	شیخ علاء الحقؒ	〃
〃 〃	شیخ اخی سراجؒ	〃
〃 〃	سُلطان الاولیا حضرت نظام الدینؒ	〃

اور اُن کو امام الزاہدین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ سے

〃 〃 قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ 〃

〃 〃 نائب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ عُثمان ہارُونیؒ 〃

〃 〃 حاجی شریف زندنیؒ 〃

〃 〃 خواجہ مودُود چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ یُوسف چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ محمدؐ چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ ابُو احمد چشتیؒ 〃

〃 〃 خواجہ ابُو اسحاق چشتیؒ 〃

〃 〃 شیخ علو دینوریؒ 〃

〃 〃 ابی ہبیرہ بصریؒ 〃

〃 〃 حذیفہ مرعشیؒ 〃

〃 〃 سُلطان التارکین حضرت ابراہیم ادہمؒ 〃

〃 〃 فضیل ابن عیاضؒ 〃

〃 〃 عبدالواحد بن زیدؒ 〃

〃 〃 خیر التابعین حضرت حسن بصریؒ 〃

〃 〃 امام الاولیاء قدوۃ الاتقیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ 〃

اور اُن کو سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العٰلمین احمد مُجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین سے

سِلسلۂ قادریہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس اللہ سرہٗ العزیز کو طریقۂ قادریہ میں سیّد عبداللہ اکبر آبادی سے انتساب بعیت واجازت ہے

اور اُن کو سیّد آدم بنوریؒ سے
〃 〃 امام ربانی قیوم زمانی مجدّدِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ 〃
〃 〃 اپنے والدِ ماجد شیخ عبدالاحدؒ 〃
〃 〃 شاہ کمالؒ 〃
〃 〃 شاہ فضیلؒ 〃
〃 〃 سیّد گدائے رحمٰنؒ 〃
〃 〃 سیّد شمس الدین عارفؒ 〃
〃 〃 سیّد گدائے رحمٰن بن ابی الحسنؒ 〃
〃 〃 شیخ شمس الدین صحرائیؒ 〃
〃 〃 سیّد عقیلؒ 〃
〃 〃 سیّد بہاؤ الدینؒ 〃
〃 〃 سیّد عبدالوہابؒ 〃
〃 〃 سیّد شرف الدین قتّالؒ 〃
〃 〃 سیّد عبدالرزاقؒ 〃
〃 〃 حضرت غوث الاعظم سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ 〃

اور اُن کو — شیخ ابوسعید مخزومیؒ — سے

〃 〃 — شیخ ابی الحسن القرشیؒ

〃 〃 — شیخ ابی الفرح طرطوسیؒ — 〃

〃 〃 — شیخ ابی الفضل عبدالواحد علیؒ

〃 〃 — شیخ ابی الفضل یمنیؒ — 〃

〃 〃 — شیخ ابی بکر شبلیؒ

〃 〃 — سید الطائفہ جنید بغدادیؒ

〃 〃 — شیخ ابی الحسن سری سقطیؒ

〃 〃 — شیخ معروف کرخیؒ

〃 〃 — امام علی رضاؒ

〃 〃 — امام موسیٰ کاظمؒ

〃 〃 — امام جعفر صادقؒ

〃 〃 — امام محمد باقرؒ

〃 〃 — امام زین العابدینؒ — 〃

〃 〃 — سید الشہداء حضرت حسینؓ — 〃

〃 〃 — سید الاولیاء خاتم الخلفاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ — 〃

اور اُن کو سید الانبیاء خاتم الرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ

اور اسی طرح شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ کو طریقۂ نقشبندیہ و مجددیہ میں سید عبداللہ اکبرآبادی سے انتساب بیعت و اجازت ہے

اور اُن کو	سید آدم بنوریؒ	سے
〃 〃	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ	〃
〃 〃	خواجہ باقی باللہؒ	〃
〃 〃	خواجہ امکنگیؒ	〃
〃 〃	مولانا درویش محمدؒ	〃
〃 〃	مولانا زاہدؒ	〃
〃 〃	خواجہ عبیداللہ احرارؒ	〃
〃 〃	مولانا یعقوب چرخیؒ	〃
〃 〃	امام الشریعت والطریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ	〃
〃 〃	خواجہ محمد بابا سماسیؒ	〃
〃 〃	خواجہ رامیتنیؒ	〃
〃 〃	خواجہ محمود الخیر فغنویؒ	〃
〃 〃	خواجہ عارف ریوگریؒ	〃
〃 〃	خواجۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	〃
〃 〃	خواجہ یوسف ہمدانیؒ	〃

اور اُن کو	ابی علی فارمدیؒ	سے
″ ″	امام ابی القاسم قشیریؒ	″
″ ″	شیخ ابی علی دقّاقؒ	″
″ ″	شیخ ابی القاسم نصرآبادیؒ	″
″ ″	شیخ ابوبکر شبلیؒ	″
″ ″	سیدالطائفہ جنید بغدادیؒ	″
″ ″	شیخ ابی الحسن سری سقطیؒ	″
″ ″	شیخ معروف کرخیؒ	″
″ ″	امام علی رضاؒ	″
″ ″	امام موسیٰ کاظمؒ	″
″ ″	امام جعفر صادقؒ	″
″ ″	رئیس الفقہاء والتابعین قاسم بن محمّدؒ	″
″ ″	صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسیؓ	″
″ ″	امیرالمومنین سیدالمسلمین افضل الخلفاء الراشدین حضرت ابی بکر الصدیقؓ	

اوراُن کو سیدالمرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے

نماز پنجگانہ ادا کرنا فرض ہے اوراس کا ترک کفر ہے۔ لازم ہے کہ ہر مومن جان و دِل سے خدا کا حُکم بجا لائے

طریقۂ نقشبندی امیر المومنین حضرت سید احمد دام فیضہم

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ	شاہ ولی اللہؒ	شیخ عبدالرحیمؒ
سید عبداللہؒ	سید آدم بنوریؒ	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ
خواجہ باقی باللہؒ	خواجہ امکنگیؒ	مولانا درویش محمدؒ
مولانا زاہدؒ	خواجہ عبیداللہ احرارؒ	مولانا یعقوب چرخیؒ
حضرت خواجہ جناب بہاء الدین نقشبندؒ،	خواجہ محمد باباسماسیؒ	خواجہ رامیتنیؒ
خواجہ محمود انجیر فغنویؒ	خواجہ عارف ریوگریؒ	خواجہ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ
خواجہ یوسف ہمدانیؒ	خواجہ ابوعلی فارمدیؒ	خواجہ ابوالقاسم قشیریؒ
شیخ ابوعلی دقاقؒ	ابوالقاسم نصرآبادیؒ	ابوبکر شبلیؒ
سید الطائفہ جنید بغدادیؒ	ابوالحسن سری سقطیؒ	معروف کرخیؒ
امام علی رضاؒ	امام موسیٰ کاظمؒ	امام جعفر صادقؒ
قاسم بن محمدؒ	حضرت سلمان فارسیؓ	حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیقؓ

سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

اجازت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وسیلۃ الطالبین وعلیٰ آلہ واصحابہ ائمۃ السالکین اما بعد۔ پس برادر دینی جمیع مومنین کے خیرخواہ سید احمد کے ہاتھ پر شرف بعیت و توبہ سے مشرف ہوا اور طریقۂ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ مجددیہ و محمدیہ کی سلک میں فقیر کے توسط سے منسلک ہوا۔ اللہ ان طریقوں کی نعمتیں انھیں نصیب فرمائے اور شریعت غرار کی اتباع میں استقامت عطا فرمائے، آمین

مؤرخہ ہفتم ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ، من مقام تختہ بند

تمت

27.01.2017